Episode 2

رمشانے اپنے لب دبا کر ہنسی روکی۔

"سکندر ارہا ضد کر رہی تھی۔" درینہ اس کے جھوٹ پر حیرت سے منہ کھولے اسے تکنے لگی۔ سکندر بھی اس کی بات پہ چُپ ہو گیا پھر تیزی سے بولا۔

"وہ ضد کرے گی کہ اس نے سکائی ڈاوینگ کرنی ہے یا بائینگ چلانی ہے تو تم مان جاو گی ۔کیا کروں میں تمھارا؟" وہ خاصا غصے میں دکھائی دے رہا تھا لیکن اس میں تفکر زیادہ شامل تھا۔

"اچھا اچھا ریلیکس بالکل نہیں روئی وہ اور سارا کام صاف ستھرے طریقے سے کیا ہے اس نے۔ تسلی رکھیں داود۔"

اس نے سکندر کو چُپ پایا تو وہ مزید بولی۔

"اپ سیٹ مت ہوے اور جلدی آجایے گا۔"

"کیوں تمھیں تو مزہ آتا ہے نا میرے بغیر۔ کرو انجوائے۔" اس سے پہلے رمشا آگے کچھ بولتی۔ سکندر فون کاٹ چکا تھا۔ رمشانے درینہ کو دیکھا۔

"تم سکندر بھائی کو اتنا کیوں تنگ کرتی ہو؟"

"مجھے اچھا لگتا ہے۔" وہ بول کر ارہا کو دیکھنے لگی اس کا سر پیٹنے کا دل کیا اور ساتھ ہنسی بھی آئی ارہا اپنی ایک پونی اُتار کر ارتضی کے بال بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم سکندر بھائی کو تنگ کرتی ہوں اور یہ تمھیں مگر دونوں ہی بہت کیوٹ ہیں اپنی جگہ۔"

اس میں کوئی شک نہیں تھا۔

oooooooooooooooo

"تم یہاں بیٹھو میں اپنی آفس سے فائل لے آوں کل کی لیکچر کی تیاری کرنی ہے۔"

حداد نے گاڑی پارک کرتے ہوئے بختاور سے کہا جو خاموشی سے سر ہلا کر اپنے فون پہ مصروف ہوگئی۔ حداد نے ٹھہر کر اس کا انداز دیکھا پھر مسکراتے ہوئے سر جھٹک کر وہ اُترا۔ بخت نے اسے جاتے ہوئے دیکھا پھر وہ تیزی سے فون بیگ میں رکھ کر ارد گرد دیکھنے کے بعد اُتری اور سیدھا کلنک کے سامنے گئی جو بالکل کالج کے ساتھ ہی تھا۔

سائرہ نے کٹ بخت کے آگے کیا۔ بختاور نے جیسے ہی اس کٹ کو دیکھا تو اس کی دل کی دھڑکن رُک گئی۔

"میں تمھارے ٹیسٹ بعد میں کروالیتی مگر میں چاہتی ہوں تم ابھی چیک کرلو۔"

"ابب ابھی ابھی حداد آجائے گا سائرہ اور یہ یہ کیا ہے میں نے تم سے دوائی کا پوچھا اور تم مجھے یہ کیا دے رہی ہو۔" سائرہ نے حیرت سے بخت کے تاثرات دیکھے۔

"تم نے حداد بھائی کو اپنی طبیعت کا نہیں بتایا؟" پھر اس کی خاموشی پر وہ سمجھ گئی۔

"اسے لے جاو گھر میں چیک کرلینا پھر جیسے کچھ پتا چلے مجھے کال کرنا۔"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے سائرہ۔ ماما بھی نہیں ہے میرے پاس۔" وہ بہت پریشان دکھائی دے رہی تھی۔ اس وقت اسے سچ مچ اپنی ماں کی ضرورت تھی۔

"ارے بخت تم تو ایسے گھبرا رہی ہو جیسے کوئی بیماری کا خوف ہو۔ پاگل لڑکی پُر سکون رہو اور جاو اس سے پہلے تمھارا مو مواد ندا نا تا ہوا یہاں آجائے۔"

بختاور نے نم آنکھوں سے اس کٹ کو دیکھا اور بیگ میں رکھ کر سائرہ سے ملی اور کلنک سے نکلی۔اس نے دیکھا حداد فائل تھامے کسی سٹوڈنٹ کے ساتھ چلتے ہوئے بات کر رہا تھا۔بختاور اپنے کوٹ میں ہاتھ ڈالے گہرا سانس لے کر خود کو کمپوز کرتی ان کی طرف آئی۔

"نروس ٹیشو ایکٹوڈرم سے ڈرائیوڈ ہیں تو اس کا تم نے الگ سیکشن یاد کرنا ہے وائے وا میں تم سے پوچھوں گا تو یہ نہ کہنا سر اس کے بارے میں پڑھا ہی نہیں۔"

"سر لیکن وہ تو پورا ایک الگ ٹاپک ہے اس کا آپ الگ سے وائے وا نہیں لے سکتے۔"

حداد کچھ کہنے لگا تھا کہ ایک دم بختاور کو دیکھ کر ابرو اوپر کرتے ہوئے بولا۔

"سائرہ سے ملنے گئی تھی؟" سائرہ بختاور کی ایک ہی دوست تھی اس ملک میں۔وہ اس چھوٹے سی کلنک میں نرس تھی اور بختاور کی نیبر کے ساتھ ساتھ جم میٹ۔حداد نے ہی سائرہ کو یہاں نوکری دلائی تھی۔بختاور نے سر اثبات میں ہلایا اور اس سٹوڈنٹ کو دیکھا جو بختاور کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔

"کل کی وائے وا کی تیاری رکھنا یا میں کسی کو بخشوں گا نہیں۔تیاری ہر حال میں مکمل ہونی چاہیے۔" پروفیشنل اور سنجیدگی سے بھرپور لہجے میں بولتا وہ گاڑی کی طرف بڑھا۔

دونوں گاڑی میں بیٹھے تو بخت اپنے بیگ کو گھورنے لگی۔حداد گاڑی ریورس کر رہا تھا تو بخت بولی۔

"کل آپ اس سٹوڈنٹ کا وائے وا نہیں لے گے۔" حداد نے ایک دم اس کی بات پہ اس کی طرف دیکھا تو بولا۔

"ایکسکیوز می؟اس ہمدردی کی وجہ جان سکتا ہوں۔"

"وہی ہمدردی جس کا حق دار جیمز تھا۔" اس کے خشک لہجے پہ اب حداد چڑ گیا۔

"میں نے اسے کچھ بھی نہیں کہا بخت! وہ بکواس کر رہا ہے۔"

"اس بیچارے نے کچھ کہا ہی نہیں ہے حداد۔ پورے سکول میں یہ بات آگ کی طرح پھیلی ایک لمبا' چوڑا آدمی جو بختاور عالم کے ساتھ دکھائی دیا تھا۔اس نے جمیز کی گردن پکڑ کر درخت کے ساتھ لگایا تھا۔" اب حداد خاموش ہو گیا لیکن اس کی نظروں پہ اسے بولنا پڑا۔

"گوسپ! کچھ بھی بولو سکول میں۔ بات آگ کی طرح ہی پھیلے گی۔"

"مجھے لگا اب آپ بولیں گے یہ بھی آپ کو ماما نے کہا تھا اسے دھمکی دینے کو بہر حال اس کو دفع کریں۔اب اس چوئی کا واے وا نہیں لے گے۔" حداد نا چاہتے ہوئے اس کی اس بات پہ ہنس پڑا۔

"میں نہیں لوں گا تو کون لے گا کالج کا ڈین؟

"میری بلا سے وہ لے لیں لیکن آپ نہیں لے گے۔"

"یہ بڑی بے تُکی سی ضد ہے۔وہ میری سٹوڈنٹ ہے۔سب کا لینا ہے تو اس کا بھی لوں گا۔ کہی اس نے اشارے ہی اشارے میں رشوت دینے کا وعدہ تو نہیں کیا۔اوہ وہ جان گئی ہو گی تم ایک بہت بڑے بد معاش کی بیٹی ہو۔" بخت نے اسے دیکھا۔

"شکر منائیں اس وقت گاڑی چلا رہے ہیں آپ ورنہ اپنے پیروں پہ کھڑے نہ ہوتے۔ ہاں یہ ضد ہے میری۔اتنے بھولے پن میں لڑکیوں کی نظروں اور انداز پہ غور کر لیا

کریں۔" سب کچھ سُن سکتی تھی بس ماما کی بات آجاتی تھی تو وہ شیرنی بن جاتی تھی۔

حداد اپنے بالوں پہ ہاتھ مارتا موڑ کاٹتے ہوئے بولا۔

"ایک پہ غور کر رہا ہوں وہی کافی ہے اور یہ تمھارے ماما کا گھر نہیں ہے جہاں ہر ضد پوری کی جاے۔ایک بات مانی جاے گی پاکستان مت جاو۔"

بخت نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا اور بولی۔

"مجھے ماما کی یاد آرہی ہے۔ارہا سے بھی ملے اتنا عرصہ ہو گیا ہے۔وہ بڑی ہو رہی ہے اس کی شرارتیں۔آپ کو پتا ہے وہ بالکل ماما کی ڈٹو کاپی ہے۔آپی بتا رہی تھی جو دہشت ہے محترمہ کی لوگ ماما کو بھول گے اور کیا پتا ماما مجھے بھی بھول جاے۔۔۔۔"

اس کی آخری بات میں دُکھ کی لہر شامل تھی۔حداد ایک دم چونک اُٹھا۔ہاتھ بڑھا کر اپنی ہاتھوں کی پشت سے اس کے گال سہلاے۔

"چڑیل وہ اپنے آپ کو بھول سکتا ہے مگر تمھیں نہیں بلکہ رُکو ہر وقت تم شکایت لگاتی ہو میں کال کرتا ہوں۔"

"سر میڈم پوچھ رہی ہیں اب آپ کھانا کب کھاے گے؟" سکندر تیراکی کر رہا تھا تو ایک دم جاوید کی آمد پہ ٹھہر گیا۔ارہا سامنے پول چیر پہ بیٹھی سکندر کے فون پہ کوئی وڈیو دیکھ رہی تھی۔بس جب بابا آجاتے تھے تو بابا کے ساتھ ہوتی تھی۔سکندر نے اپنے گیلے بال پیچھے دھکیلے اور تیز لہجے میں کہا۔

"میڈم کیا اتنی مصروف رہنے لگی ہے جو یہ بات خود آکر نہیں کہہ سکتی تھی۔بھیجو اسے۔یہ طور طریقے یہاں نہیں چلے گے۔"

"سر میم تیاری ہونے گئی ہیں اس لیے انھوں نے مجھے بھیجا۔" سکندر تیر کر آتا پول سے نکلا۔ باپ کو دیکھ کر ارہا نے سکندر کا سامنے پڑا باتھ روب دیکھا پھر فون رکھ کر اس نے باتھ روب گھسیٹا۔

"اور پلیز اب کسی کی خبر مت بھیجنا۔ آج میرا سر بہت درد کر رہا ہے کسی کے متھے لگنے کا بالکل دل نہیں ہے۔ ہو سکے تو اسد سے نیند کی گولیاں منگوا دو۔ رے تو کھانے دے گی ہی نہیں۔"

"سر جب آپ کو غصہ آتا تو آپ ایک دو نہیں پانچ چھ گولیاں نگل لیتے ہیں۔ جب سے پینا چھوڑا ہے آپ نے۔ آپ سگریٹ اور دوایاں زیادہ اوور ڈوز کرنے لگے ہیں۔"

"لگاؤں دو اب تم سے سُنوں گا میں۔" سکندر نے گھما کر اسے لگانا چاہا کہ ارہا کی آواز پر اس نے نیچے دیکھا تو ایک دم اس کا بگڑا موڈ غائب ہو گیا۔

"پاپا۔۔۔رائی۔۔۔" جاوید بھی اس کے انداز پہ مسکرا اٹھا۔ سکندر جھک کر اس سے باتھ روب لیا جو آدھے سے زیادہ زمین پہ ہی تھا پھر اس نے ارہا کو زوردار بوسہ گال پہ دیا۔

"تھینک یو بے بی۔ ایک تم ہی ہو جو پاپا کا خیال رکھتی ہو ورنہ کچھ ظالم کو فکر ہی نہیں ہے ہماری۔" ارہا نے اپنے ہاتھ سے گیلے گال صاف کیے اور مڑ کر فون کی طرف گئی۔ سکندر باتھ روب پہن کر جاوید کو دیکھنے لگا جو ارہا کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"تم بھی شادی کر لو اب۔ میں جانتا ہوں تمھیں بھی بیٹی کا بڑا ارمان ہے۔" سکندر کے مزے سے کہنے پر جاوید جھینپ پڑا۔

"نہیں سر ارہا بے بی بہت منفرد ہیں۔ایسا بچہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔یہ سب کا دل اپنی طرف کھینچتی ہیں۔بخت بی بی بھی ایسی نہیں تھی۔" سکندر بخت کے ذکر پر اُداس ہو گیا۔ابھی چھوٹی سی ہی تو تھی پورا گھر 'ماما' کے شور سے گونجا کرتا تھا۔اب عجیب سی سناٹا آگیا تھا۔اس کے جانے سے۔یہ بیٹیاں اتنی جلدی بڑی کیوں ہو جاتی ہیں
۔

"بختا کی اپنی بات تھی۔اس گھر میں وہ بات نہیں رہی جو بخت کی موجودگی میں ہوا کرتی تھی۔"

حداد کی وڈیو کالنگ سکندر کے فون پہ آنے لگی جس کی رنگ ٹیون سکندر کی طرف پہنچنے سے پہلے ارہا سکرین پہ نا سمجھی میں ہاتھ رکھ کر اُٹھا چکی تھی۔ایک دم سکرین پہ حداد کا چہرہ اُبھرا۔حداد نے جب ارہا کا سر اور آنکھیں دیکھی تو بولا۔

"لو دیکھو اسے ہی نے اُٹھایا ہے۔تم ٹھیک کہہ رہی ہو یہ کچھ زیادہ ہی جلدی بڑی ہو گئی ہے۔"

"ارے دکھائیں ارو آپی کی جان۔" بخت کی آواز پر سکندر اس طرف متوجہ ہوا۔

"پاپا!!! نانا" سکندر اس طرف آیا اور اسے اُٹھا کر اپنے گود میں بیٹھایا۔

"لڑکی فون کیسے اُٹھالیا۔" ارہا کو کہتے ہوئے اس نے فون سیدھا کیا اور بخت کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھیں چمک اُٹھی۔

"بچے!! کیسے یاد آگئی ماما کی۔" بخت نے جیسے ہی سکندر کا فریش چہرہ اور گیلے بال دیکھے ۔ساتھ میں ارہا کو اس کی گود میں دیکھ کر اس کی آنکھیں تیزی سے نم ہو گئیں۔

"لواب شروع میلوڈرامہ۔" سایڈ سے حداد کی بڑبڑاہٹ صاف سُنائی دی۔

"چُپ کریں آپ۔۔ماما۔۔" اس بیچاری سے بولا نہیں جارہا تھا۔آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔آج کل ویسے ہی جذباتی ہو جاتی تھی۔

"پاپا۔۔پی۔۔۔ٹیڈ۔" (پاپا آپی سیڈ ہیں)

"ارے یہ تو بڑے بڑے الفاظ بولنے لگی ہے بس آپی صحیح سے بولنا نہیں آیا بابا کو۔" وہ رو رہی تھی ساتھ میں ارہا کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔سکندر ایک دم چونکہ۔اسے بخت تھوڑی بے چین لگی۔

"ہاں بہت لفظ بولتی ہے لیکن تم سے کم مجھے ڈر ہے تمھاری والی سپیڈ پکڑلی تو جلد ہی بوڑھا ہو جاوں گا۔" وہ سکندر کی بات پہ ہنس پڑی لیکن آنکھیں ابھی تک نم تھیں۔وہ کچھ بتانا چاہتی تھی اسے۔

"سارے بوڑھے ہو جاے گے مگر میرے ڈیشنگ ماما کبھی بوڑھے نہیں ہو گے۔" پھر اسے حداد کی زوردار کھانسی سُنائی دی۔

"یہ کچھ زیادہ ہی کھانسی نہیں آرہی اس کو۔کیا کیا ہے بخت بتاو مجھے؟" اس کی بات پر بخت کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔

"ہاں میں نے تو تمھاری بیٹی کی زندگی اجیرن کر کے رکھ دی ہے۔ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہوں۔ابھی بھی رُلایا بھی میں نے ہے۔فوریور کائینڈ انفورمیشن میں نے ہی کال کروائی ہے تمھیں یاد کر رہی تھی۔"

"اسے مجھ سے بات کرنے کے لیے تمھاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تم ایسا کر رہے ہوتے تو آج اس دُنیا میں موجود نہ ہوتے حداد عظیم۔"

"کیوں تم اتنے پیسے والے ہو گئے ہو بھا کہ مجھے مار ز چھوڑنے والے تھے کیا؟" اس کی بات پر سکندر رنا چاہتے ہوئے بھی مسکرا اُٹھا۔

"تمھیں تو دیکھتا ہوں میں بختا کال پہ آو۔ ایسے تو تم مجھے دیکھ کر بات نہیں کر سکو گی۔

"بختاور سکندر کی بات سے متفق تھی اس لیے ہاتھ ہلاتے ہوئے ارہا کو بائی کیا۔ سکندر فون پکڑ کر ارہا کو اُٹھاتے ہوئے ایک بار پھر اس کے گالوں پہ پیار کیا۔

"پاپا کی جان بڑی مت ہونا یار۔ دیکھو کیسے تمھاری آپی کو مس کر رہا ہوں۔ چلو تمھیں نیچے لے کر جاوں۔" اسی وقت بخت کی کال آگئی تو سکندر نے فون کان سے لگایا۔

"ہاں اب بتائے میرا بچہ ماما سے کچھ کہنا ہے؟" بخت کا دل کیا ایک دم پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کر دے۔ خدا نے اسے ماں باپ جیسی نعمت سے محروم رکھا تھا مگر ماما کے روپ میں یہ محرومی کبھی محسوس نہیں ہوئی۔ ماما نے تو الٹا کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ اس نے شادی کیوں کر لی وہ ساری زندگی اپنے گھر 'اپنے ماما کے پاس رہتی۔

"آیئنے میں دیکھو کتنی ڈروانی لگ رہی ہو۔ یار کہی میرا اکسیڈنٹ نہ کروا دینا۔" حداد کی بات پر بخت نے اسے گھورا۔ حتیٰ کہ وہ روتے ہوئے اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ حداد کا ایمان صحیح معنوں میں ڈگمگا رہی تھی۔

"آپ کو پتا ہے ماما آپ سگی پڑ کی میری ماں ہیں۔" وہ بھاری آواز میں خود کو سنبھالتے ہوئے بولی۔ سکندر راہا کو نیچے اُتارتا اس کے کمرے کا دروازہ کھولا۔

"حداد کی موجودگی میں کچھ کہہ نہیں پا رہی تو مسیج میں مجھے بتادو۔" بخت اس کا صرف مان چاہتی تھی اس کے لیے اتنا کافی تھا۔بے چین دل کو عجیب سا سکون مل گیا۔

"ضرور بتاوں گی ماما مگر ابھی نہیں۔اب جاے آپ نے سیمونگ کی ہے تو جلدی سے چینج کریں۔موسم بدل رہا ہے آپ بیمار ہو جاے گے۔"

سکندر اس کی فکر پہ مسکرا اُٹھا۔

"اوکے میں تمھاری کال کا انتظار کروں گا۔"

"آئی لو یو ماما۔"

"لو یو بچے۔"

****

"مجھے اگنور کرنے کی وجہ ؟"

"سکندر !! "

"داود ! "

"شیر و میں آپ سے کچھ کہہ رہی ہوں۔"

"شیر داود سکندر !"

سکندر پُش اپ مکمل کرتے ہوئے اُٹھا اور ٹریڈمل کی طرف بڑھنے لگا کہ رمشا نے اس کا بازو پکڑا۔

"جاو یہاں کیوں کھڑی ہو۔جا کے کھانا بناو'صفایاں کرواو'کپڑے استری کرو'ارہا کوٹائیم دو'پینٹنگ کرو مطلب جو جو کام مجھے اگنور کر کے ملتا ہے وہ کرو۔یہاں میرے پاس کیا کر رہی ہو۔"

وہ گرے ٹی شرٹ اور اتھلیٹ پینٹس میں خوبرو مگر ایک روٹھا ہوا بچہ لگ رہا تھا۔رمشا نے اس کے گیلے بال ماتھے سے ہٹائے پھر انگلی کی پوروں سے اس کی گھنی داڑھی کو چھوا۔

"میں اتنے پیارے سے بیسٹ کو کیوں اگنور کروں۔"

سکندر تمسخرانہ انداز میں مسکرایا۔

"تمھارا تو کام ہے۔اب تنگ مت کرو میرا پہلے ہی موڈ بہت آف ہے۔" مگر رمشا نے اسے جانے نہیں دیا۔

....

وہ کچن میں آیا تو اس نے دیکھا اسے کچھ عجیب آواز آئی۔اس کا ہاتھ بے اختیار جیب میں گیا تھا جہاں گن موجود تھی پھر ایک دم کاونٹر سے گزر کر اس نے دیکھا تو ایک منٹ کے لیے اس کی آنکھیں پھیل گئیں پھر سر ہلاتے ہوئے ہنس کر وہ گھٹنے کے بل جھکا۔

"یہ جونیر بھا کیا کر رہی ہے ؟" جاوید نے ارہا سے کہا۔جو چاکلیٹ کا ڈبہ تو نیچے سے نکال چکی تھی۔اب پیکٹ کو کھولنے کی کوشش کر رہی تھی جو کھل تو نہیں رہا تھا البتہ بار بار اس کے ہاتھوں سے گر رہا تھا۔ارہا نے جاوید کو دیکھا تو مسکرائی۔

"جائی۔۔۔اوپی۔" (جاویداسے کھولو)

اس نے پیکٹ جاوید کو دیا تاکہ اسے کھول کر دیں۔

"بھاغصہ کریں جونیر بھا۔اتنامیٹھااچھانہیں ہے آپ کے لیے۔" ارہاکواس کی بات سمجھ سمجھ تو خاص نہیں آئی مگر جاوید کو پیکٹ نہ کھولتے ہوئے وہ ابرو کو جوڑ کر بولی۔

"اوپی۔۔جائی۔۔" (اوپن جاوید)

جاویداس کے اندازپہ ہنس پڑا۔

"یارآپ کہاں سے گھس کر چیزیں نکال لیتی ہیں۔اچھاایک پیکٹ لیں اوراُٹھے اس سے پہلے بھاشورڈالے۔" وہ ارہاکواُٹھانے لگاتواس نے نفی میں سرہلاتے ہوئے 'نو' کہا۔وہ ڈبہ اپنے ننھے ہاتھوں سے اُٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔

•••••••••••••••

"یاریہ اچھی سزاہے آپ سے بات نہ کرنے کی۔" رمشاہانپتے ہوئے ایک پنچ سکندر کے ہاتھوں میں موجودپنچنگ پیڈپہ مارنے لگی۔اس نے باکسنگ گلوز پہنے ہوئے تھے ٹی شرٹ اورٹریک پینٹس میں وہ سکندر کے دل کو چھورہی تھی۔سکندر نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"زورسے!! فاسٹرہاتھوں میں جان نہیں ہے۔" اس کی بات پر رمشانے زورے پنچ اس کے سینے پہ مارا۔

"اُف! یہ کس خوشی میں تھا؟" اس نے آنکھیں دکھائیں۔

"مجھے لگا ڈیٹ پہ لے کر جاے گے مگر نہیں ٹریننگ کروانی ہے۔یہ کنفو سکھانے کا آخر کیا فائدہ ہے۔جب میرے پاس آپ ہیں۔" سکندر نے ہاتھ اونچے کیے اور اسے پنچ کرنے کا اشارہ کیا کچھ دیر اس کے چہرے کو دیکھتا رہا پھر بولا۔

"ضروری ہے۔ہمیشہ میں نہیں ہوگا مشکل وقت میں۔" اس کی بات پہ رمشا کے چلتے ہوے دو مکے رُکے وہ پھر سکندر کو پنچ کرنے لگی سکندر تیزی سے نیچے ہوا۔رمشا نے غصے سے دیکھا جو مسکرا کر دوسری طرف ہوا۔

"کہاں بھاگے جا رہے ہیں پھر سے بولے تو میں آپ کا حشر کر دوں گی۔"

"نہیں تو انسان کو حقیقت پسند بنا پڑتا ہے۔" رمشا کو اپنی طرف بڑھتا پا کر سکندر تیزی سے باکسنگ پیڈز اُتارتے ہوے پیچھے ہوا۔

"یہ زبان سکندر حدید کی ہرگز نہیں ہے!!" رمشا تیز لہجے میں بولتے ہوے اس کے پیٹ پہ حملہ کرنے لگی تو سکندر گھوم کر اس کے پیچھے ہوا اور اس کے گرد بازو حمائل کرتے ہوے اس کی گردن چھو کر شرارت سے بولا۔

"ابھی بھی دم نہیں ہے رے آف سن شائین میں۔" رمشا اسے اپنے سر سے اس پہ پیچھے حملہ کرنے لگی سکندر تیزی سے سائڈ پہ ہو کر اس کر دونوں بازوں تھام کر اسے اپنی طرف کھینچا۔

"تت مزہ نہیں آیا۔" رمشا مسکرا کر اس کے قریب آئی اور اپنے گھٹنے کا استعمال کرنے لگی اسی وقت سکندر نے اپنا گھٹنا بیچ میں لا کر اسے حملہ کرنے سے روکا۔

"تم نے تو بھی مجھے مایوس کیا۔ایک زرا سا پنچ نہیں مار سکتی۔"

سکندر کے شرارت سے کہنے پر رمشا کو غصہ آیا۔زور ڈال کر اس نے اپنے دونوں بازو چھڑوائے اور ایک بار پھر سکندر کی طرف بڑھی۔ سکندر گھوم کے پیچھے ہوا اسی وقت رمشا نے اپنی کہنی پیچھے سے اُٹھائی اور اس کی کہنی سکندر کی ناک پہ جا کر لگی اور وہ بھی بڑی زور سے۔وہ مسکراتے ہوئے مڑی مگر سکندر کی ناک سے بہتا خون دیکھ کر اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔

"میرے اللہ سکندر آئیم سوری۔ سوری دکھائیں مجھے۔" اس نے سکندر کا ہاتھ پکڑ کر پریشانی سے دیکھا۔وہ بیچاری ایسے ڈر گئی جیسے سکندر کو اس نے بُری طرح زخمی کر دیا ہو۔

سکندر اس کے گھبرانے پہ ہنس پڑا۔

"مانا پڑے گا رے تمھاری کہنی میں بڑی۔۔۔"

"اوپاپا بلڈ" ارہا کی آواز پہ وہ دونوں مڑے تو انھوں نے دیکھا ارہا نائیٹ سوٹ میں ملبوس اپنا سٹف ٹوئی پکڑے گھورنے والے انداز میں دیکھ رہی تھی۔

"یہ نیچے کیسے آئی؟ تم سوئی نہیں۔" رمشا سکندر کو چھوڑ کر ارہا کے پاس آئی جو سیدھا چلتے ہوئے باپ کے پاس آئی۔

"پاپا ہرٹ ممی۔" اس نے ماں سے کہتے ہوئے باپ کو دیکھا جو جھک کر مسکراتے ہوئے بولا۔

"پاپا ہرٹ ممی نہیں ارہا ممی ہرٹ پاپا۔" وہ باپ کی بات تھوڑی بہت سمجھی۔رمشا سیدھا ٹیبل پہ سکندر کا چھوٹا ٹاول لے کر آئی۔

"ممی؟" اس نے باپ کو دیکھا پھر ماں کو جو سکندر کو گھورنے لگی۔

"اب پلیز میری بیٹی کو میرے خلاف مت کریں اور دکھائیں زیادہ زور سے تو نہیں لگی۔

" سکندر نے بیچارگی سے ارہا کو دیکھا اور ٹاول اپنی ناک پہ دبایا۔

"او پاپا۔۔" ارہا نے آگے بڑھ کر ٹاول ہٹانا چاہا کہ رمشا نے اسے اُٹھالیا۔

"مجھے تم بتاو محترمہ نیچے کیسے آئی کیا جائی نیچے لایا؟"

"نو ممی ہرٹ پاپا۔" اس نے ماں کی باہوں سے نکل کر باپ کے پاس آنا چاہا۔ سکندر نے ٹاول ناک پہ زرا دبایا پھر تسلی ہو گی کہ اب خون نہیں بہے گا تو ٹاول باسکٹ میں پھینک کر ارہا کو رمشا سے لیا۔

"پاپا از فائین پرنسس۔" سکندر نے ارہا کو پیار کرتے ہوئے کہا۔ ارہا نے سکندر کے چہرے پہ ہاتھ رکھا۔

"ممی بیڈ۔" رمشا منہ کھولے سکندر کو دیکھنے لگی۔ یہ لڑکی اتنی سی عمر میں بہت بولنے لگی تھی۔ نجانے اتنے الفاظ اس کی زبان پہ کیسے آئے۔ سکندر ہنسا پھر رمشا کے گھورنے پر بولا۔

"نو ارو ممی اِز لو۔ خبردار میری رے آف سن شائین کو بیڈ کہا۔"

"بیڈ۔" ارہا بولتے ہوئے کھلکھلائی۔ سکندر اور رمشا اس چھوٹی سی بلی کو دیکھ کر مسکرائے مگر سکندر کی بات پہ رمشا کے دل کو کچھ ہوا۔ اسے یہ ٹرینگ عجیب وسوسے میں مبتلا کر رہی تھی۔ اسے سکندر کی ہر لمحے میں ضرورت تھی۔ وہ چاہتی تھی سکندر اسے ہر مشکل میں نکالے پھر

سکندر کی فکر سمجھ میں آتی تھی۔جب سے حازق کا معاملہ ہوا تھا اسے خود پہ اتنا بھروسہ نہیں رہا تھا۔وہ سمجھتا تھا وہ اتنا بھی طاقتور نہیں ہے جو ان کی حفاظت کر سکے۔

"کس سوچ میں ہو سویٹ ہارٹ؟" رمشا ایک دم چونکی جب سکندر نے اس کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے بڑے پیار سے اس کے پونی کو پیچھے پھینکا۔رمشا نے مڑ کر دیکھا ارہا سامنے موجود ورزش کی بڑی بال کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کر رہی تھی۔سکندر نے اپنی پیشانی اس کی کنپٹی پہ رکھی پھر گہرا سانس لے کر بولا۔

"تمھیں اچھی طرح غصہ نہ دلاتا تو تم میں مجھ پہ حملہ کرنے کی اتنی ہمت کہاں سے لاتی ۔" وہ اس کو کتنی آسانی سے پڑھ لیتا تھا۔رمشا نے اس دیکھا تو اس کی ٹھوڑی کانپنے لگی۔

"پلیز آئندہ ایسی بات مت کہیے گا۔مجھے اپنی ہر خوشی اور مشکل وقت میں آپ کا ساتھ چاہیے۔آپ ایک گینگسٹر ہیں آپ کو اپنی طاقت کا اندازہ ہونا چاہیے۔" سکندر مسکرایا جھک کر اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولا۔

"ہاں ہوں تو میں بھا مگر ساتھ میں اللہ کا بندہ بھی ہوں اور اللہ کا بندہ بڑا ہی کمزور ہوتا ہے۔" رمشا کی شیشے کی طرح چمکتی آنکھیں دیکھ کر سکندر بولا۔

"رے یہ بھی کوئی کہنے والی بات ہے۔میں ہر پل تمھارے ساتھ رہوں گا۔بھلا سکندر اپنی رے کو چھوڑ سکتا ہے۔رے ہے تو سکندر ہے۔ابھی یہ سامنے نہ ہوتی تو تمھیں اچھی طرح ثبوت بھی دیتا۔" رمشا بلش کر گئی۔اس نے زوردار مکا سکندر کے سینے پہ مارا۔

"اوف ارہا ممی ہٹ می۔" سکندر نے شرارت سے کہتے ہوے رمشا کی پونی کھینچی۔

"ارہا دیکھو پاپا نے میرے بال کھینچے۔" مگر ارہا کو اس وقت ماما کی کمپلین سے زیادہ اس بڑے سے بال کے ساتھ کھیلنا زیادہ دلچسپ لگ رہا تھا۔

•••••••••••••••••••••••••

"موڈ کیوں آف ہے بے بی کا؟" بخت کیش کاونٹر پہ پیسے رکھ رہی تھی۔ جب گرینی لانا کے کہنے پہ سر اُٹھا کر اس نے انھیں دیکھا تو وہ لب دبائے نفی میں سر ہلاتے ہوے بولی۔

"نہیں گرینی میرا کیوں موڈ آف ہو گا۔" وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوے بولی۔

"یہ زرا باکس اُٹھاو اس میں ساس کی بوٹلز ہیں انھیں سیٹ کر آو میں کاونٹر میں بیٹھتی ہوں۔ تمھارا بہت شکریہ آنے کا۔ طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمھاری۔"

"ارے شکریہ کیوں کہتی ہیں۔ یہ میری بھی دُکان ہیں ویسے بھی گھر میں فارغ ہوتی ہوں ۔جب میری ضرورت ہو بلا لیا کریں مجھے اور رہی طبیعت کی تو بالکل ٹھیک ہوں۔ اگر خراب ہوتی تو میرا ہاٹی ہزبنڈ مجھے آنے دیتا۔" بخت جھک کر باکس اُٹھا کر شرارت سے بولتی سامنے ساس والی شیلف میں آئی۔

"اومائی تمھارا وہ ڈاکٹر میک ڈریمی وہ تو اتنے دنوں سے نظر نہیں آیا۔ کہاں پہ ہے وہ ؟" بخت جھک کر ساس کی بوٹلز اُٹھا کر شیلف پہ رکھنے لگی تو آنکھیں گھماتے ہوے بولی۔

"کہاں پہ ہونا ہے انھوں نے اپنے فرینڈ کی کلنک پہ گئے ہیں پھر گھر میں جا کر اپنے آفس میں بند ہو جائے گے۔ آج کل ای ای اے کا اگزام دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں

پڑھانے میں انھیں اب اتنا مزہ نہیں آرہا۔اب ڈاکٹر ڈاکٹر کھیلیے گے۔" اس کی بات پر گرینی لانا ہنس پڑی۔

"پھر تو تم بہت امیر ہو جاو گی۔ساری لڑکیاں بس اس میک ڈریمی سے چیک اپ کروانے آئے گی۔"

بخت کا دل خراب ہو گیا۔حداد کے پیچھے تو پاکستان میں کوئی پاگل نہیں ہوا اور یہاں ہر ایک کا دل اس پہ آجاتا ہے۔سب اسے میک ڈریمی کہنے لگے تھے لیکن بخت کے لیے وہ اس کا جیسن موموا ہی تھا۔وہ سوچ رہی تھی اب حداد کے بال کیسے بڑھانے پہ آکسائے

۔

"آپ میرے جیسن موموا کو میک ڈریمی مت کہا کریں۔زہر لگتا ہے اور وہ گائینی کا ڈاکٹر تھوڑی بن رہا ہے جو ساری لڑکیاں آئے گی چیک اپ کروانے۔"

"مجھے جیلیسی کی بو آرہی ہے۔"

"گرینی آپ مجھے اس معاملے میں کیوں تنگ کرتی ہیں۔" بخت نے مسکراہٹ دباتے ہوئے انھیں دیکھا جو خود مسکراہٹ دبا رہی تھی۔

"اچھا اچھا نہیں تنگ کرتی۔اب اس سے فارغ ہو کر سامنے فروزن گڈز پڑے ہو گے انھیں رکھ کر پھر تم کاونٹر پہ آجانا۔" بختاور ان سے گفتگو کرنے کے بعد اپنا کام مکمل کر چکی تھی تو سیدھا فروزن گڈز اُٹھائے جو قدرے بھاری تھا۔بخت کو اپنا سر زرا سا چکراتا ہوا محسوس ہوا پھر اپنا سر جھٹک کر وہ فروزن سیکشن میں آئی۔باکس کو چھوٹے سے وڈن ٹیبل پہ رکھ کر اس نے فریز کھولا۔دو منٹ گزر گئے اس کام کرتے ہوئے۔

کام کرتے ہوئے وہ سوچ میں گُم ہو جاتی تھی اور اس پل اتنی گُم ہو گی کہ کسی نے اس کے گرد بازو حمائل کیے اور اس کے منہ پہ ہاتھ رکھا۔ بختاور ایک دم مچل اُٹھی اس سے پہلے وہ اس پہ حملہ کرتی اور اس کا ہاتھ کاٹتی۔ حداد کی کلون نے اسے لڑنے سے روک دیا۔

"بڑا ہی افسوس ہوا۔ اتنی ٹریننگ کے بعد بھی تم نے ایسا فریز ہو جانا ہے تو لعنت ہے میری محنت پر۔" حداد اس کی کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا پھر اس کے کان کی لووں کو چھو کر اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا تو بخت نے اس کے پسلیوں میں زور سے کہنی ماری۔

"کیا بدتمیزی ہے۔ میں آپ کو زخمی کر دیتی تو کیا کرتے آپ۔ ذرا ہوش کر لیا کریں۔" اس نے حداد کا بازو اپنے گرد ہٹانا چاہا لیکن حداد نے اپنی گرفت مضبوط رکھی۔

"کیسے زخمی کرتی؟ اپنی بلی جیسے ناخنوں سے پنجے مارتی! سویٹ ہارٹ ایسے آپ کیڈنیپ ہونے سے بچ نہیں جاتی۔" اس نے اپنے لب بخت کے بالوں پہ رکھے۔ بختاور اس کی گرفت سے نکلی۔

"یہ آپ کو ہو کیا گیا ہے اور آپ اندر کیسے آئے۔" اس نے حداد کے خوبرو چہرے کو دیکھتے ہوئے اس طرف دیکھا جہاں گرینی لانا بیٹھی تھی مگر بڑے سے شلیف کی وجہ سے وہ نظر نہیں آ رہی تھی۔

"پیچھے سے آیا ہوں۔ آہستہ بولو گرینی لا نا سُن لے گی تو اپنے پاس بلا لے گی۔" بختاور نے شرارت سے اسے دیکھا اس سے پہلے وہ بولتی حداد نے اسے کھینچ کر جھکتے ہوئے اس کی بولتی بند کی۔ بختاور نے اسے دھکیلنا چاہا کہ حداد نے گرفت مضبوط کی۔

"بخت آڑیو اوکے ؟ مجھے کسی کی آواز سُنائی دی۔" حداد نے اسے چھوڑا اور گہری مسکراہٹ سے اسے دیکھا جو سُرخ چہرے سے اسے غصے سے دیکھ رہی تھی۔

"میں ہوں گرینی میک ڈریمی۔" وہ بخت کو آنکھ مارتے ہوئے انھیں آواز دے کر ان کی طرف آیا اور بخت ایک منٹ کے لیے اس کی پشت دیکھنے لگی پھر اس نے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ کر اپنی مسکراہٹ روکی۔ یہ حداد میں ماما والی روح کہاں سے آ گئی۔

ooooooooooooooooooooooo

"کیسے آنا ہوا یہاں پر بھا؟" جمال عظیم نے مسکرا کر اسے دیکھا جو سفید شلوار قمیض میں ملبوس

مردانہ وجاہت کا مجسمہ لگ رہا تھا۔ سکندر شرارت سے مسکرایا۔

"کیا کروں آج مجھے تیری یاد بڑی آ رہی تھی جمالی۔ سو چا مل لوں اور کام شام کیسا چل رہا ہے۔" انھوں نے اسے گھورا۔ یہ سُدھرے گا تو بالکل بھی نہیں۔

"تھوڑی تمیز کیوں نہیں سیکھ لیتے میرے داماد سے۔ اب تو ایک عدد بیٹی کے باپ ہو سُدھر جاؤ تم۔ ویسے میری گڑیا کیسی ہے؟ بولے تو جو نیر بھا۔" سکندر ہنس پڑا۔

"داماد کر رہا نا عزت کافی نہیں ہے اور رہی بات ارو کی بزنس سنبھالنے کی تیاری میں ہے ۔اپنے مالی کو بہت مس کرتی ہے۔" جی ہاں ارہا جمالی ہی کہنا چاہتی ہے مگر بیچاری کے

منہ سے مالی نکلتا تھا۔ باپ کو تو سُدھارنے سے رہے جمال عظیم مگر ارہا کو ٹرینگ دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ بچی کی حرکتیں بیشک دل کو چھو لینے والی تھی مگر آگے جا کر پریشانی میں مبتلا کر دینے والی بات تھی۔ اس بھا کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کب آگے جا کر اس جونیر بھا کو اپنے کام میں ملوث کر دے۔ سکندر نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکال کر ان کے سامنے کیا وہ ایک دم چونک اُٹھے۔

"کوئی کیس ہے؟"

"خود ہی دیکھ لیں۔" انھوں نے اس سے کاغذ لیا اور اسے دیکھنے لگے پھر ایک دم وہ چونک گئے۔

"یہ۔۔۔ تمھیں کس نے بھیجا ہے؟"

"کسی نے نہیں بھیجا بلکہ مجھے خود ملا ہے۔"

"کہاں سے؟"

"رمشا کے پرس سے۔" وہ ایک دم دنگ ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"رمشا ابھی تک بلیک میل ہو رہی ہے۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر یہ کیا ہے۔"

"یہ مجھے آپ بتائیں گے۔ اس کا پتا کروائیں پلیز جمالی روف انکل کو انولو مت کیجیے گا۔ میں آپ کو اس لیے بتا رہا ہوں کہ بات میری فیملی کی ہے۔ میں اس حادثے کے بعد کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتا۔" اس کا لہجہ آخر میں خاصا سخت ہو گیا تھا۔

"تم کچھ دن کے لیے یہاں سے چلے جاو۔ ویسے اس کا عذکار مشا کو کچھ پتا ہے۔ اگر پتا ہے تو اس نے تمھیں بتایا کیوں نہیں۔"

"نہیں میں جانتا ہوں۔ اسے نہیں پتا۔ نہ ہی اسے کسی نے دیا ہے۔ میں اس کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"اچھا پریشان مت ہونا اور پلیز خود سے مسئلے ہینڈل مت کرنا۔ تم ہمیشہ بات خون خراب پہ لاتے ہو۔ ویسے میں حیران ہوں۔" سکندر کی بے رحم مسکراہٹ کو انھوں نے نظر انداز کرتے ہوے کہا۔

"یہی کہ خود سے مسئلے ہینڈل کرنے والا ایک دم آپ کے پاس کیوں آیا۔ حیران کن بات تو ہے ویسے۔"

"شاید ارہا نے مجھے جینٹل مین بنا دیا ہے۔ اس لیے آپ کے پاس آیا خیر بے فکر ہو جائیں بھا کا وعدہ ہے آپ کے مشورے کے بنا کچھ نہیں کروں گا۔" مگر انھیں اس کی بات پہ یقین نہیں آیا تھا۔ جہاں بات ان کی بھانجی اور سکندر کی بھانجی کی آتی تھی وہ سارے لحاظ بھول جاتا تھا۔ وہ یہ تک بھول جاتا تھا کہ وہ ایک انسان ہے۔

ooooooooooooooooooooooo

وہ سارا سامان رکھ کر بائیں جانب طرف آئی ایک دم رُک کر دیکھنے لگی حداد ٹرالی پکڑے دودھ

کے ڈبے ڈال رہا تھا۔ وہ اس کے پاس آئی۔

"سامان لے آئی تھی ڈاکٹر اب آپ کیا لے رہے ہیں۔" حداد نے اسے دیکھا وہ بلیک شرٹ 'بلیو سلیکس کے اوپر ڈارک بلیو کوٹ پہنے ڈریمی ہی لگ رہا تھا۔

"تم جو سامان لائی ہو اس میں میرے کام کی تو کم سے کم کوئی چیز نہیں ہے آج میرا پرمیزان کھانے کا دل کر رہا ساتھ میں سویٹ ڈش بھی بنا لیتا ہوں۔ بیگم کو کوئی فکر ہی نہیں ہے میری۔" بختاور اس کی بات پر ابرو اوپر کر بولی۔

"اوہ بہت افسوس ہوا ڈاکٹر آپ کو اتنی ظالم بیوی ملی۔" حداد نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور کرمبز کا پیکٹ ٹرالی میں پھینکا اسے آگے بڑھائی بخت زرا پیچھے ہوئی۔

"ایسی ویسی کیا بتاؤں مس عالم خون کے آنسو روتا ہوں۔ خود ہی کھانا پکاتا ہوں 'گھر کی صفائی کی زمہ دار مجھ پر 'گارڈنگ بھی میرے ذمے۔ اس کے بعد کام پر جاتا ہوں۔ واپس آکر لانڈرنگ بس آگے کیا بتاؤں۔۔ آپ سُنے گی تو آپ میرے اوپر ترس کھائے گی۔" بخت کو اس کے انداز پر بڑی ہنسی آئی مگر چہرے پہ سنجیدگی تاری کرتے ہوے بولی۔

"تتتت میری تو آنکھوں میں واقعی آنسو آ گئے اور آپ کی بیوی کیا کرتی ہے۔ توبہ کتنی بُری ہے ویسے زرا بھی خیال نہیں ہے اتنے ہینڈسم سے بندے سے کام کراتی ہے۔"

حداد کی شرارت سے بھری آنکھیں اس کی طرف گئیں پھر وہ کریر کز کا پیکٹ ٹرالی میں رکھتے ہوے بولا۔

"خیر چھوڑیں۔اب قسمت سے کیا گلہ کرنا۔یہ کہلاڑی بھی تو میں نے اپنے پیروں پہ ماری ہے۔اب سہنا تو ہے۔" بختاور نے کچھ کہنا چاہا کہ ایک دم کسی کی آواز پہ وہ دونوں مڑے۔

"ارے سر آپ یہاں پر۔" بختاور نے سر تا پا اس اونچی 'پتلی بلونڈ بالوں والی لڑکی کو دیکھا جس کی نیلی آنکھیں کچھ زیادہ ہی چمک رہی تھیں۔

"ہیلو لورین۔" حداد نے نارمل لہجے میں ہیلو کہا۔

"شکر ہے سر مجھے آپ یہاں مل گئے مجھے آپ سے ضروری بات کرنی۔۔۔"

"ام حداد آپ وہ چیز ڈھونڈ رہے تھے۔وہ صرف ایک پیکٹ پڑی ہے چلے جائے لے آئے۔" بخت تیزی سے بولی۔

"ہاں بولو لورین۔تم جا کر چیز لے آو۔" حداد کی بات پہ بخت کا دل کیا اس کے منہ پہ مکا دے مارے۔

"وہ سر۔۔۔"

"میں چیز نہیں لا سکتی میری طبیعت خراب ہو رہی ہے آج اس کی سمیل سے۔"

Do you mind?

لورین کو اس اجنبی لڑکی کی مداخلت پسند نہیں آئی۔لورین کی بات پر بختاور نے تند سے دیکھا پھر مٹھیاں بھینچ کر بولی۔

"جی میں مائینڈ کر رہی ہوں اور وہ بھی آپ کی مداخلت سے۔ Now will you let me talk to My husband in peace."

جاری ہے